امام بخاری کی تاریخ کبیر، اوسط و صغیر کا تعارفی مطالعہ

محمد علی ظفر*

Muhammad bin Ismail Bukhari was an eminent *Muhadith*(compiler of Hadith) in the history of Islam. He is renowned for his most famous book *Shahi Bukhari*, in which he managed to compile the authentic hadiths of the Prophet (S.A.W). The current research paper presents an introductory study of three famous books of Imam Bukhari. *Tareekh-e-Kabir, Tareekh-e-Awsat, and Tareekh Sagheer*. These books belong to the category of *Asma-ur-Rijal* (biographies of the transmitters). Bukhari's methodology to present the biographies of the transmitters has been described in this paper with the relevant examples from the text. These books of Bukhari hold the significant position in the field of the "*Asma-ur-Rijal*". The current paper will be helpful to introduce the above mentioned books besides their methodology، and would facilitate the readers to take advantage of the books.

تعارف:

تاریخ کبیر کے مؤلف محمد بن اسماعیل بن ابراہیم بن المغیرۃ بن بردزبہ الجعفی البخاری ہیں، جو "امام بخاری" کے نام سے مشہور ہیں۔ ان کے نسب میں بردزبہ مجوسی تھے اور مجوسیت ہی پر ان کا انتقال ہوا، ان کے بیٹے مغیرہ مسلمان ہوئے اور امیر بخارا ایمان جعفی کے ہاتھ پر اسلام لانے کی وجہ سے جعفی کے نام سے مشہور ہوئے۔ [1] امام بخاری 13 شوال 194ھ میں پیدا ہوئے اور 63 برس کی عمر پا کر عید الفطر کی شب میں 256ھ میں فوت ہوئے۔ امام بخاری نے تاریخ کبیر میں اپنے والد کے بارے میں لکھا ہے کہ!

"اسماعیل بن ابراھیم بن المغیرۃ الجعفی ابوالحسن رای حماد بن زید صافح ابن المبارک یدیہ وسمع مالکاً۔"[2] یعنی ان کے والد کو امام مالک اور حماد بن زید سے سماعت حاصل ہے اور عبد اللہ بن المبارک سے مصافحہ کیا ہے۔ جس کا بظاہر مطلب یہ ہے کہ اسماعیل نے حماد بن زید کو دیکھا ہ ابن مبارک سے دونوں ہاتھوں سے مصافحہ کیا اور امام مالک سے حدیث سنی، نہ یہ کہ اسماعیل نے ابن مبارک سے مصافحہ کیا۔[3]

امام بخاری کے والد کا بچپن میں ہی انتقال ہو گیا تھا۔ آپ کی تربیت والدہ نے کی۔ امام بخاری بچپن میں نابینا ہو گئے تھے۔ والدہ کی دعاؤں کی بدولت بینائی لوٹ آئی۔ بخارع نے 205ھ سے تحصیل علم اور سماع

* پی ایچ ڈی سکالر، شعبہ اسلامی ثقافت، علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، اسلام آباد۔

حدیث شروع کا اور بچپن ہی میں ابن مبارک کی تصنیفات یاد کر لیں۔ اس وقت بخاری کی عمر دس برس تھی۔ بخاری کا پہلا درس 210ھ میں شروع ہوا جبکہ عمر سولہ برس کی تھی۔ محدث عبد الرزاق کا زمانہ پایا تھا۔

امام بخاری نے تقریباً ابتدائے طلب ہی سے تصنیف و تالیف کا سلسلہ شروع کر دیا تھا۔ اٹھارہ برس میں تاریخ کبیر مدینہ منورہ میں چاندنی راتوں میں تصنیف کی۔ امام بخاری کو اللہ تعالیٰ نے غیر معمولی حافظہ عنایت کیا تھا۔ بخاریؒ کو اہل علم کے طرز پر ابتلا و آزمائش سے گزرنا پڑا۔

بخاریؒ نے ہزار سے زائد ثقہ علماء سے حدیثیں لکھی ہیں اور ہر حدیث کی سند بھی انھیں یاد تھی، حافظ ابن حجرؒ نے امام بخاریؒ کے شیوخ کو پانچ طبقات میں تقسیم کیا ہے۔ انھیں ایک لاکھ صحیح اور دو لاکھ غیر صحیح احادیث یاد تھیں۔ بخاریؒ رجال پر کلام کرنے میں احتیاط کرتے تھے۔ اکثریوں جرح کرتے، سکتوا عنہ، فیہ نظر، ترکوہ وغیرہ، آپ کم ہی کسی کو وضاع یا کذاب کہا کرتے تھے۔ [4] سطور بالا بخاریؒ کے علم حدیث سے اشتغال و تبحر کا ایک خاکہ ہی ہیں۔

امام بخاریؒ کی تصانیف مندرجہ ذیل شمار کی جاتی ہیں:

1۔ الجامع الصحیح 2۔ الادب المفرد 3۔ التاریخ الکبیر 4۔ التاریخ الاوسط
5۔ التاریخ الصغیر 6۔ خلق افعال العباد 7۔ الجامع الکبیر 8۔ المسند الکبیر
9۔ الاشربۃ 10۔ الھبہ 11۔ اسامی الصحابۃ الوحدان 12۔ المبسوط
13۔ المؤتلف والمختلف 14۔ العلل 15۔ الکنی 16۔ الفرئد
17۔ قضایا الصحابۃ والتابعین واقاویلھم 18۔ رفع الیدین فی الصلاۃ
19۔ القراۃ خلف الامام 20۔ بر الوالدین 21۔ الضعفاء [5]

فن اسماء الرجال:

امت مسلمہ کا یہ عظیم الشان کارنامہ ہے کہ اس نے اپنے نبی ﷺ کی حیات طیبہ اور ہر اس چیز کا جس سے آپ ﷺ کی حیات طیبہ اور ہر اس چیز کا جس سے آپ ﷺ کی ذات کیساتھ ادنی سے ادنی تعلق بھی تھا کو محفوظ رکھنے کے لیے علم "اسماء الرجال" جیسا عظیم الشان علم ایجاد کیا۔ یہ وہ علم ہے جس میں مسلمانوں کیساتھ دنیا کی کوئی قوم آنکھ نہیں ملا سکتی۔ جن لوگوں نے نبی ﷺ کے اقوال،

افعال اور احوال کو روایت کیا، انھیں رواۃ حدیث یا روایان حدیث کہا جاتا ہے۔ جن میں صحابہ کرامؓ، تابعینؒ و تبع تابعینؒ اور بعد کے چوتھی صدی ھجری تک کے روایان احادیث و آثار داخل ہیں۔ ان کے مجموعہ احوال کا نام فن اسماء الرجال ہے۔ حدیث کی تدوین کے بعد روایان حدیث کے حالات بھی قلم بند کئے گئے۔ ہر راوی کا نام، اس کی کنیت، اس کا لقب، کہاں کا رہنے والا تھا، آباء واجداد کون تھے، طبیعت مزاج کیسا تھا، حافظہ، تقویٰ، دیانت کس درجہ اور معیار کا تھا، کن اساتذہ اور شیوخ سے علم حاصل کیا، علم حدیث کے سلسلے میں کہاں کہاں سفر کیا، غرض ہزاروں رواۃ حدیث کے بارے میں تحقیق و تفشیش کا اتنا زبردست ریکارڈ جمع کیا گیا کہ دنیائے قدیم وجدید کی تاریخ اس کی مثال پیش کرنے سے قاصر ہے۔[6] سیرت النبی ﷺ از علامہ شبلی نعمانی کے مقدمے میں مشہور مستشرق اسپرنگر کا فن اسماء الرجال کے بارے میں قول یوں ذکر کیا گیا ہے: "کوئی قوم دنیا میں گزری نہ آج موجود ہے جس نے مسلمانوں کی طرح اسماء الرجال جیسا عظیم الشان فن ایجاد کیا ہو جس کی بدولت آج پانچ لاکھ شخصوں کا حال معلوم ہو سکتا ہے"[7]

التاریخ الکبیر

امام بخاریؒ نے اس کتاب کو اپنی عمر کے اٹھارویں سن میں مسجد نبوی ﷺ میں حجرہ مبارک اور منبر کے درمیان بیٹھ کر تحریر کیا تھا۔ اس کتاب کو اسحاق بن راہویہؒ امیر عبد اللہ بن طاہر خراسانی کو پیش کرتے وقت فرمایا تھا کہ اے امیر کیا میں تمھیں جادو نہ دکھاؤں؟[8] نیز اس کتاب کے بارے میں ابو العباس بن سعید کی رائے ہے: " لو ان رجل اکتب ثلاثین الف حدیث لما استغنی عن کتاب تاریخ محمد بن اسماعیل۔"[9] یعنی اگر لوگ تیس ہزار حدیثیں بھی لکھیں تو بھی اس کتاب سے مستغنی نہیں ہو سکتے۔

تاریخ کبیر کی امام بخاری سے روایت

تاریخ کبیر کے خاتمہ الطبع نے لکھا ہے کہ یہ نسخہ اس نسخہ کا عکس ہے جو استنبول کے خطی نسخہ میں محفوظ ہے۔[10] اس نسخے کہ لوح پر یہ رقم ہے کہ یہ ابی الحسن محمد بن سھل ابن عبد اللہ المقری نے روایت کیا ہے۔ اس کے علاوہ اس کے دوسرے نسخے کے بارے میں درج ہے کہ مصر کے خزانے میں رقم 1890 کے تحت محفوظ ہے۔ اسی کتاب کے تیسرے نسخہ کے بارے میں یہ معلومات درج ہیں کہ یہ نسخہ کوپرلی

ہے جو خزانہ کوپر یلیاسلامبول میں موجود ہے۔ اور اس کی پہچان یہ ہے کہ مطبوعہ کتاب میں حاشیہ پر (کو) کی علامت درج ہے۔ [11] مقدمہ فتح الباری میں بھی تاریخ کبیر کی روایت کے بارے میں درج ہے: " التاریخ الکبیر یرویہعنہ ابواحمدمحمدبن سلیمان بن فارس وابوالحسن محمدبن سہل النسوی وغیرہ۔" [12] یعنی تاریخ الکبیر کو امام بخاری سے ابو احمد بن محمد بن سلیمان بن فارس وابو الحسن محمد بن سہلالنسوی وغیرہ نے روایت کیا ہے۔

مولاناعبدالسلام مبارکپوری "سیرت بخاری" میں تاریخ کبیر کے راوی "النسوی" کے بارے میں بیان کرتے ہیں کہ یہ اصل میں "الفسوی" ہے اور ابن فارس کا نام ابو محمد بن سلیمان فارس دلال نیشاپوری ہے۔ ابن فارس نے کتاب التاریخ کو امام بخاری سے روایت کیا ہے، اور ابن فارس سے ابو الحسن علی بن ابراھیم مستملی معروف بن نجار نے بھی روایت کی ہے۔ امام دار قطنی امام بخاری کی کتاب التاریخ الکبیر کو علی ابن ابراھیم سے اور وہ ابن فارس اور ابن فارس امام بخاری سے روایت کرتے ہیں۔ مزید بر آں امام دار قطنی کے محقق نے ان کی کتاب المؤتلف والمختلف کے بارے میں کہاہے کہ اس کتاب میں موصوف نے تاریخ کبیر سے بہت استفادہ کیاہے۔ یہاں تک کہ اکثر مقامات پر تراجم اور احوال کے پورے پورے ابواب تک نقل کر دیے ہیں۔ اسی طرح خطیب بغدادی نے اپنی کتاب " موضح اوھامالجمع والتفریق" کے بارے میں صراحت کی ہے کہ یہ امام بخاری کی تاریخ کبیر سے اخذ شدہ ہے۔ امام حاکم نے ایک راوی کے واسطے سے ابن فارس سے کتاب التاریخ روایت کی ہے۔ ابن خیر اشبیلی نے تین طرق سے امام بخاری سے تاریخ کبیر کو روایت کیاہے۔ ان میں ایک طریق کو طریق مستملی اور دوسرے کو طریق ابیالحسن بن اسماعیل طوسی کہتے ہیں، اور یہ دونوں ابو احمد ابن فارس سے اور وہ بخاری سے روایت کرتے ہیں۔

ابن حجر نے تاریخ کبیر کو اپنی سند عن ابی بکر محمد بن سہلالشیرازیعن ابن فارس عن البخاری سے روایت کی ہے۔ امام بخاری سے تاریخ کبیر کو روایت کرنے والے دوسرے روایابو الحسن محمد بن سھل فسوی ہیں۔ تاریخ کبیر کا جو نسخہ مطبوع ہے وہ ان ہی کے طریق سے روایت کردہ ہے، اور اس میں ان کا نام ابو الحسن محمد بن سھل بن کردی بصری مقری فسوی لکھا ہوا ہے۔

تاریخ کبیر کو امام کبیر کو امام بخاری سے حافظ فضل بن عباس نے بھی روایت کیا ہے۔ تاریخ کبیر کی بعض نصوص حافظ ابو احمد حاکم نے ابو اسحاق محمد بن اسحاق ثقفی کے طریق سے بخاری سے روایت کی ہے۔ تاریخ کبیر پر ابو القاسم سلمہ بن قاسم اور سعد بن جناح نے ذیل لکھا ہے۔ [13]

التاریخ الکبیر کے مقدمہ میں اس کتاب کی روایت کے بارے میں یوں درج ہے کہ:" روایة ابی الحسن محمد بن سهل بن کردی البصری المقری الفسوی عنه روایة ابی بکر احمد بن عبدان بن محمد بن الفرج الشیرازی الحافظ عنه روایة ابی احمد عبد الوهاب بن محمد بن موسی الفندجانی عنه روایة ابی الغنائم محمد بن علی بن میمون الفرسی الحافظ الکوفی عنه روایة الشیخ الجلیل ابی الحسن عبد الحق بن عبد الخالق ابن احمد بن عبد القادر بن محمد بن یوسف عنه سمایلل حسین بن عمر بن نصر بن حسن بن سعد بن بان الموصلی منه ببغداد۔"[14]

تاریخ کبیر کی تنظیم و ترتیب

تاریخ کبیر کو امام بخاری نے چار جلدوں میں منقسم کیا ہے اور ہر جلد کو دو حصوں میں تقسیم کیا ہے۔ یہ کتاب جرح و تعدیل کی کتب کی نوعیت کے اعتبار سے کتب عامہ میں شامل ہے، کیونکہ امام بخاری نے اس کتاب میں ہر قسم کے راویوں کا ذکر کیا ہے۔ ان راویوں میں ثقہ، ضعیف، صحابی، تابعی، حجاز کے رہنے والے یا عراق کے رہنے والے سبھی ہی اقسام کے راوی شامل ہیں۔ اس میں مطبوعہ نسخہ کے اعتبار سے بارہ ہزار تین سو پندرہ افراد کا ذکر موجود ہے۔ اس کتاب کے آخر میں امام بخاری نے "کتاب الکنی" بھی لکھی ہے۔ اس میں ان راویوں کا ذکر ہے جو اپنی کنیت کی بناء پر مشہور ہوئے اور ان راویوں کی تعداد تقریباً ایک ہزار ہے۔ اس کے الفاظ کچھ یوں ہیں: " هذا آخر کتاب التاریخ الکبیر علی ذلك و ذکر من غلبت کنیته علی اسمه۔"[15] امام بخاری نے کتاب کا آغاز نبی اکرم ﷺ کے نام مبارک سے کیا ہے اور اسی مناسبت سے ان تمام راویوں کا تذکرہ بھی یہیں کر دیا ہے۔ جن کا نام " محمد " ہے۔

ترتیب کتاب

امام بخاری نے پوری کتاب کو حروف معجم (ا، ب، ت، ث) کے اعتبار سے مرتب کیا ہے۔

کتاب " التاریخ الکبیر " میں امام بخاری کے الفاظ یوں مندرج ہیں: "وضعت علی ا، ب، ت، ث، لحال النبی ﷺ لان اسمه محمد ﷺ فاذا فرغ من المحم دین ابتدی فی الالف ثم الباء ثم التاء ثم الثاء ثم ینتهی بها الی آخر حروف ا، ب، ت، ث و هی ی۔"[16]

راویوں کے ذکر میں الف سے شروع ہونے والے ناموں سے آغاز کیا ہے، لیکن اس میں تقدیم اختیار کی گئی ہے، اور جہاں نام مشترک ہیں ان کو ایک ہی باب کے ضمن میں اکٹھا ذکر کر دیا گیا ہے۔ مثال کے طور پر باب ابراھیم میں ان تمام راویوں کا ذکر ہے جن کا نام ابراھیم ہے۔ [17] پھر ان اسماء کو ان کے والد کے نام کی ترتیب پر مرتب کیا ہے۔ یعنی باب ابرھیم میں ان رایوں کا نام پہلے ذکر ہو گا۔ اس کے بعد ان راویوں کا ذکر ہو گا جن راویوں کا نام تو ابراھیمہو گا لیکن ان کے والد کے اسماء حرف 'ب' سے شروع ہوں گے۔ مثلاً، تاریخ کبیر کے جزء اول میں ' 884' نمبر کے تحت یوں درج ہے: " ابراهيم بن البراء بن عازب الانصاري الكوفي---"[18]

امام بخاری نے سارے حروف میں صحابہ کے نام کو اگر (اگر وہ راوی ہیں تو) مقدم رکھا ہے، اور پھر دوسرے راویوں کا تذکرہ کیا ہے، ہر حرف میں مشترک اسماء کے ذکر کرنے کے بعد اس حرف کے آخر میں مفردات یعنی وہ راوی جس نام کا کوئی دوسرا راوی نہ ہو کا ذکر ہے، اور پھر مبہمات کا ذکر ہے اور اس کو "باب من افناء الناس ﴿عن لا يعرف بابيه﴾ کے تحت ذکر کیا ہے۔[19]

تاریخ کبیر کو بنیادی طور پر حروف معجم کے اعتبار سے مرتب کیا گیا ہے، اس لیے اس سے استفادہ کرنا آسان ہے، لیکن چونکہ اسماء کی ترتیب میں صرف پہلے حرف کا اعتبار کیا گیا ہے، اس لیے تلاش میں کچھ وقت لگتا ہے، لیکن کتاب میں دی گئی فہرست کے استعمال سے مطلوبہ نام تک بسہولت پہنچا جا سکتا ہے۔

نوعیت تراجم

بخاریؒ نے راوی کے ترجمہ میں نام و نسب، کنیت کا ذکر کیا ہے۔ اس کے علاوہ اس کے مقام اور اس کے زمانے کو درج کرنے کی بھی پوری کوشش صرف کی ہے، اور جہاں ممکن ہو اس کی وفات کا ذکر یا کسی اور خاص واقعہ کا تذکرہ بھی کیا ہے۔ مثلاً تاریخ کبیر میں 'باب ابراھیم' میں 'باب الیاء' کے تحت '1052' نمبر کے تحت ترجمۃ الراوی یوں درج ہے: " ابراهيم بن يزيد بن عمرو أبو عمران الكوفي النخعي، قال ابو نعيم مات سنة ست وستين، وقال لى احمد بن سعيد سمعت عبدالله بن داؤد عن الاعمش قال مات ابراهيم ابن ثمان وخمس ينوانا يومئذ ابن خمس وثلاثين ،---"[20]

کتاب میں راوی کے بعض تلامذہ اور شیوخ کا ذکر بھی ملتا ہے۔ ترجمہ کی نوعیت عموماً متوسط ہے اور کسی کسی جگہ پر بہت مختصر ہے جس سے بعض اوقات کوئی خاص معلومات مہیا نہیں ہوتیں۔

کلمات جرح وتعدیل میں احتیاط

بخاریؒ نے اپنے تقویٰ و تورع کے باعث راویوں کی جرح میں عبارت لطیفہ یعنی نرم الفاظ کا ذکر کیا ہے، مثلاً بخاریؒ اس کے لیے "فیہ نظر" اَو" سکتواعنه" کے الفاظ استعمال کرتے ہیں۔ جرح میں امام بخاریؒ جو اشد عبارت استعمال کرتے ہیں، وہ "منکر الحدیث" ہے۔ الدکتور محمود الطحان بخاریؒ کے ترجمۃ الراوی کے اسلوب کا ذکر کرتے ہیں کہ: " واصطلاح فی هذه العبارات هوانه يقول: ﴿فيه نظر﴾أو﴿فلان سكت واعنه﴾فی من تركوا حديثه، وأما اذا قال: ﴿فلان منكر الحديث﴾ فلاتحلاالراوية عن هو كثير أمايسكت عن الرجل، فلايذكر فيه توثيقاً وتجريحاًومعنى ذلك توثيق له۔"[21]

محمد عبد الحی لکھنوی اپنی کتاب" الرفع التكميل فی الجرح والتعديل" میں بخاریؒ کے کلمات جرح کے بارے میں بیان کرتے ہیں کہ: " انّ البخاری قال: كلّ من قلت فيه منكر الحديث فلا تحلّ الراوية عنه "[22]یعنی" بخاریؒ کہتے ہیں کہ جس کے بارے میں منکر الحدیث کہوں تو اس سے روایت کرنا جائز نہیں ہے۔"

اور حاشیہ میں اس کی تصریح کرتے ہیں کہ: " وذكره السبكی فی ﴿طبقات الشافعية﴾فی ترجمة البخاری: 2:9 وكانت العبارة عندالمؤلف﴿من قلت فيه منكر الحديث فلا تحل روايته﴾ فعدّلتها إلى ماترى طبقاً لما جا فی ﴿الميزان﴾ و ﴿طبقات الشافعية﴾لوضوحه وجزالته ۔"[23]

عبد الحی لکھنوی امام بخاریؒ کے عبارات جرح یعنی "منکر الحدیث" کی صراحت کے بارے میں ان کی کتاب 'تاریخ کبیر' سے پانچ مثالیں پیش کرتے ہیں اور ان امثال کیساتھ دوسرے اصحاب کے قول کو بھی پیش کر کے تصریح کرتے ہیں کہ بخاریؒ کے لفظ کی دلالت کیا ہے۔

امام بخاریؒ کی جرح وتعدیل کی مثالیں

مثال نمبر 1: قال رحمه الله تعالىٰ فی ﴿التاريخ الكبير﴾: 2/4: 296 "يحی بن عفية بن ابی الحيزار، عن منصور، سمع منه علی ابن هاشم ﴿منكر الحديث﴾۔ زاد الذهبی يفی ﴿الميزان﴾4: 397 فی ترجمة: ﴿قال ابو حاتم: نختعل الحديث۔ وقال ابن معين ليس بشیءِ، وعن ابن معين خبيث عدوّالله، كان يسخربه﴾ "[24]یعنی امام بخاریؒ نے علی بن ابی ہاشم کو منکر الحدیث کہا ہے تو

دوسرے امام جرح و تعدیل جن میں ابن معین وغیرہ شامل ہیں نے اس کو' لیس بشیء کذاب اور خبیث کے الفاظ سے یاد کیا ہے۔

مثال نمبر 2: "یزید بن زیاد، أو بن زیاد، عن الزهری، منکر الحدیث» زاد الذهبی فی «المیزان» 4:425 «وقال الترمذی وغیره: ضعیف، وقال النسائی متروک الحدیث» ثم ساق الذهبی من طریقه حدیثاً موضوعاً۔[25]

امام بخاریؒ یزید بن ابیزیاد یا ابن زیاد کو زھری سے روایت کرتے ہوئے منکر الحدیث کے نام سے ذکر کیا ہے تو الزھبی نے میزان میں ترمذی کے حوالے سے اسے متروک الحدیث کہا ہے اور اس کو حدیث وضع کرنے والا کہا ہے۔

مثال نمبر 3: «یسع بن طلحة عن عطاء، منکر الحدیث» زاد الذهبی فی «المیزان» 4:425 «وقال الترمذی وغیره: ضعیف، وقال النسائی: متروک الحدیث» ثم ساق الذهبی یعن طریقه حدیثاً موضوعاً۔"[26]

ذھبی نے المیزان میں یسع بن طلحۃ عن عطا کو امام ترمذی کے حوالے سے ضعیف اور امام نسائی کے حوالے سے متروک الحدیث کہا ہے۔

مثال نمبر 4: «یمان بن المغیرة، ابو حذیفة العنزی، منکر الحدیث» زاد الذهبی فی «المیزان» 4:460 «وعن ابن معین: لیس حدیثه بشیء۔ وقال النسائی: لیس بثقة، وقال ابو زعة والدار قطنی: ضعیف، واما ابن فقال: لا أریه بأساً»[27]

یمان بن المغیرۃ کو بخاریؒ نے منکر الحدیث کہا ہے تو ذھبی ابن معین کا قول نقل کرتے ہیں کو وہ اس کو روایت حدیث میں کسی گنتی میں شمار نہیں کرتے اور نسائی اس کو ثقہ راوی نہیں مانتے، جبکہ دار قطنی اور ابو زعہ کے نزدیک وہ ضعیف رواۃ میں شمار ہوتا ہے۔

مثال نمبر 5: «یاسین بن معاذ الزّیات ابو خلف، یتکلم ونفیه، منکر الحدیث» زاد الذهبی یفی «المیزان» 4:358 «قال ابن معین: لیس حدیثه بشیء، وقال النسائی وابن الجنید متروک، وقال ابن حبان: یروی الموضاعات»[28]

ی اس ی ن ب ن م ع اذ ال زی ات اب و خ ل ف ک و ذ ھ ب ی ل ی س ح دی ث ب ش ی ءِ ک ہ ت ے ہ ی ں ی ع ن ی اس ک ی کوئی اہمیت نہیں ہے۔ نسائی نے اس کو متروک اور ابن حبان اس کو موضوع حدیث روایت کرنے والا کہتے ہیں۔

سکوت عنہ راوی کا حکم

آئمہ جرح وتعدیل کے مطابق بخاریؒ نے جن رواۃ پر سکوت اختیار کیا ہے اس میں دونوں احتمال ہیں، یعنی روای ثقہ بھی ہو سکتا ہے اور غیر ثقہ بھی، اس کے لیے دوسرے آئمہ جرح وتعدیل کی آراء کو بھی سامنے رکھنا ہو گا۔[29]

تاریخ کبیر پر نقد

آئمہ جرح وتعدیل نے بخاریؒ کی کتاب تاریخ کبیر پر نقد بھی کیا ہے۔ اس میں ابو زعہ اولین شخص ہیں، اس کے بعد امام ابو حاتم نے یہ کام کیا ہے۔ اس کے علاوہ خطیب بغدادی نے بھی امام صاحب کی تاریخ کبیر پر نقد کیا ہے اور اس کا نام " الموضحلأوهامالجمعالتفريق" رکھا ہے اور اس میں بخاریؒ کی تقریباً اسّی (80) لغزشوں کو جمع کیا ہے۔ لیکن علماء متاخرین کے مطابق بخاریؒ نے اپنی کتاب کو سہ بار مرتب کیا ہے اور اس میں حذف واضافہ کرتے رہے ہیں، اس لیے وہ آئمہ جنھوں نے بخاریؒ کی کتاب پر نقد کیا ہے ان کی رسائی تیسرے نسخے تک نہیں ہو سکی، کیونکہ تاریخ کبیر کا آخری نسخہ ابو حمد بن سلیمان بن فارس دلال نیشاپوری متوفی(312ھ) کا روایت کردہ تھا اور اس میں اکثر و بیشتر نقل کردہ اغلاط نہیں پائی جاتیں۔ اسی طرح بخاریؒ کا اپنی کتاب کے بارے میں خود بیان ہے کہ: " لونشراسنادی هولاءلميفهمواكيف صنفت التاريخ یعنی اگر ہماری اسناد کو واضح بھی کر دیا جائے تو بھی لوگ نہیں سمجھ سکتے کہ میں نے اس کو کس طرح تصنیف کیا ہے۔ ویسے بھی یہ اپنی نوعیت کی پہلی کتاب تھی جس میں کئی متشابہ اور متفق نام موجود ہیں لہذا، غلطیوں کا امکان فطری امر ہے، اور اس عظیم الشان کارنامے کے مقابلے میں چند غلطیوں کی حیثیت کوئی خاص نہیں ہے، نیز اس سے کتاب کی اہمیت میں بھی کوئی خاص کمی واقع نہیں ہوتی۔[30]

تاریخ اوسط و صغیر

اگرچہ تاریخ کبیر، تاریخ اوسط، اور تاریخ صغیر تین مختلف کتابوں کا ذکر امام بخاری کی تصانیف کے سلسلے میں ملتا ہے۔ جو تراجم رجال کی نوعیت سے تعلق رکھتی ہیں۔ لیکن محققین کی تحقیق کے مطابق تاریخ صغیر ہی دراصل تاریخ اوسط ہے، کیونکہ مطبوعہ تاریخ صغیر جس سند سے مروی ہے، اس میں ایک سند بعینہ ہی وہی ہے جو تاریخ اوسط کی بتائی جاتی ہے۔ اس یہی بات واضح ہوتی ہے کہ تاریخ صغیر ہی تاریخ اوسط ہے۔[31]

اقبال احمد محمد اسحٰق اپنی کتاب "جرح و تعدیل" میں اس نقطہ نظر کی وضاحت یوں کرتے ہیں کہ: "کچھ بزرگوں کا خیال ہے کہ وہ کتاب جو "تاریخ صغیر" کے نام سے مطبوی ہے وہی حقیقت میں "تاریخ اوسط" ہے، جبکہ طریقہ تالیف سے بھی پتہ چلتا ہے، ابن اشبیلی کا یہی خیال ہے، کیونکہ انھوں نے "الضعفاوالمتروکین" کے بارے میں کہاہے کہ " وھوالتاریخ الصغیرلہ" یعنی یہی ان کی تاریخ صغیر ہے۔[32]

مولانا عبد السلام مبارکپوری اپنی کتاب "سیرۃ البخاری" میں تاریخ الاوسط اور تاریخ صغیر کے اختلاف کے بارے میں یوں صراحت کرتے ہیں کہ: "التاریخ الاوسط استاذ محمد بن ابراھیم عبدان کی تحقیق سے ابھی حال ہی میں مکتبہ دارالنشر ریاض کی جانب سے پہلی بار 1418ھ (1998ء) میں چھپی ہے، اور اس کے محقق نے دو قلمی نسخوں پر اعتماد کیاہے۔ ان میں سے ایک تو مکمل تھا، اور وہ امام بخاریؒ سے عبداللہ بن احمد بن عبد السلام خفاف نیشاپوری نے روایت کیاہے، جو دمشق کے مکتبہ ظاہریہ میں موجود ہے۔ اسم خطوطہ پر یہ لکھا ہواہے "الجزء الاول من التاریخ تالیف محمد بن اسماعیل البخاری۔۔۔ الخ۔ دوسرا نسخہ ناقص ہے او ور عنیزہ میں شیخ سلیمان بسام کے مکتبہ میں موجود ہے اور وہ بخاریؒ سے زنجویہ بن محمد نشیاپوری نے روایت کیاہے، اور اس کے مخطوطے پر التاریخ الاوسط تصنیف الامام الحافظ البخاری رحمہ اللہ" لکھا ہواہے، اور ان دونوں روایتوں میں بعض اماکن پر کچھ اختلاف بھی ہے۔ اور اس کے محقق فاضل نے علمی تحقیقات کی بناء پر اس چیز کا انکشاف کیاہے کہ جو کتاب مدت سے تاریخ صغیر کے نام سے مطبوع ہے لوگوں میں عام دستیاب ہے وہ بعینہ تاریخ اوسط ہے، لیکن اس کے

پہلے ناشر کو اس کا جو مخطوط ملا تھا، اس پر کوئی نام درج نہیں تھا، تو اس سے یہ سمجھ لیا کہ یہ تاریخ صغیر ہے تو اس نے اسی نام سے اس کو طبع کر دیا اور لوگوں میں مشہور ہو گئی۔"[33]

مذکورہ بالا حوالہ جات سے پتہ چلتا ہے کہ تاریخ صغیر اور تاریخ اوسط دراصل ایک ہی کتاب ہے۔ اس لیے آئندہ صفحات میں تاریخ صغیر کا تعارف پیش کیا جائے گا۔

تاریخ صغیر

تاریخ صغیر 'محمود ابرھیم زاید' کی تحقیق اور فہرس احادیث پر 'یوسف المرعیلی' کی تحقیق کیساتھ 'دارالمعرفۃ' بیروت لبنان سے 1406ھ (1986ء) میں شائع ہوئی ہے۔ اس کی دو جلدیں ہیں۔

روایت تاریخ الصغیر عن البخاری

کتاب صغیر کے مقدمہ میں اس کتاب کے بخاریؒ سے روایت کے بارے میں مندرجہ ذیل الفاظ رقم ہیں: "هذا الكتاب يروية عن الامام عبدالله بن محمد بن عبدالرحمن الاشقر"[34] یہ کتاب بخاریؒ سے امام عبد اللہ بن محمد بن عبد الرحمٰن الاشقر نے روایت کی ہے۔

ترتیب و تنظیم

اس کتاب کو بخاریؒ نے اکثر اعلام کے تاریخ وفات، نسب اور زمانے کی ترتیب کے اعتبار سے مرتب کیا ہے۔ مقدمہ کتاب میں اس بارے میں یوں بیان کیا ہے: " ﴿التاريخ الصغير﴾ مرتباً للاعلامه على نهج آخر قد راعى فيه تاريخ الوفاة للاعلام و رتبه ترتيباً زمنياً على هذا الاساس"[35]

تاریخ صغیر کا نام ہی اس کے اسلوب کو منکشف کرتا ہے۔ بخاریؒ کی اس تصنیف کا نام کچھ یوں ہے: "كتاب مختصر من تاريخ النبي ﷺ والمهاجر و لانصار وطبقات التابعين لهم باحسان و من بعدهم و فاتهم و بعضنسبهم وكناهم و من يرغب في حديثه"[36] یعنی یہ ایک مختصر تاریخ ہے جناب نبی اکرم ﷺ اور مہاجرین و انصار و طبقات تابعین ان کے بعد کے لوگوں کی۔ اس کتاب میں ان کی وفات، ان کے نسب، ان کی کنیت و غیرہ اور جن سے حدیث لینے میں رغبت کی گئی ہے، سب کا بیان ہے۔

تاریخ الصغیر کی روایت بحوالہ مطبوعہ کتاب

تاریخ صغیر جو مطبوع ہوئی ہے اس میں کتاب کے رواِی "ابو محمد زنجویہ بن محمد النیشابوری" ہیں۔[37]

امثلہ متن

بخاریؒ وممن مات فی عهدالنبیﷺ من المهاجرین والانصار ممن حدّث عن النبیﷺ کے تحت مہاجرین اور انصار کی وفیات اس طرح درج کرتے ہیں: "ومنهم عبدالله بن عمرو بن حرام الانصاری المدنی، والدجابر، قتل یوم اُحد، کنیته: ابوجابر۔"[38] ان میں عبد اللہ بن عمرو بن حرام الانصاری المدنی ہیں جو جابرؓ کے والد ہیں اور یوم احد میں قتل ہوئے، ان کی کنیت ابو جابر ہے۔

"ومنهم سعد بن معاذ الانصاری المدنی، خره یوم الخندق، فمات بعد قریظة، فقال النبیﷺ ﴿اهتزّ العرش بموت سعد﴾"[39] یعنی ان میں سے سعد بن معاذ ابو عمرو الانصاری ہیں جو یوم خندق کے روز نکلے اور غزوہ ریظہ کے بعد فوت ہوگئے۔

مذکورہ بالا ترجمۃ الراوی میں بھی امام بخاریؒ سعد بن معاذؓ کے بارے میں معلومات فراہم کر رہے ہیں، ان کا نسب، ان کا انصاری ہونا، اور ان کا یوم وفات ذکر کر رہے ہیں۔ اسی طرح ایک اور ترجمۃ الراوی کو پیش کرتے ہوئے کہتے ہیں: " ومنهم جعفر بن ابی طالب الهاشمی القرشی، اخو علی، قتل یوم مؤتة، قبل فتح مکة۔"[40] یعنی ان جعفر بن ابی طالب الہاشمی ہیں جو علیؓ کے بھائی ہیں اور یوم موتہ کے روز شہید ہوئے اور یہ واقعہ فتح مکہ سے قبل واقع ہوا تھا۔

من مأت فی خلافة ابی بکرؓ أو قریباً منه

یہاں امام بخاریؒ ان راویوں کا ترجمہ بیان کرتے ہیں جو ابو بکرؓ کی خلافت یا اس کے قریب زمانے میں وفات پاتے ہیں۔ اس سلسلے میں سب سے پہلے ابو بکرؓ کی وفات کا ذکر کرتے ہیں: " واسم ابی بکر الصدیق: عتیق بن ابی قحافة، وهو عبدالله بن عثمان بن عامر، بن عمرو، بن کعب، بن سعد، بن تیم، بن مُرّة، بن کعب، بن لُوی التیمیّ القُرشی، شهد بدراً مع رسول اللهﷺ، مات بعد النبیﷺ بسنتین واشهر ﴿ثانی اثنین اذهما فی الغار اذیقول لصاحبه لاتحزن ان الله معنا﴾ الآیة"[41] یعنی ابو بکرؓ الصدیق نام ہے عتیق بن ابی قحافۃ کے بیٹے ہیں، یوم بدر میں نبی ﷺ کے ساتھ موجود تھے اور آپ ﷺ کے دو سال اور ایک ماہ بعد وفات پائی۔

فاطمہؓ کا ترجمہ یوں بیان کرتے ہیں،" حدثنا ابو الیمان، عن شعیب، عن الزهری، أخبرنی عروة بن الزبیر عن عائشة، فذکر الحدیث، قال: وعاشت فاطمة بعد النبیﷺ ستة اشهر، و دفنها علی۔"[42] یعنی فاطمہؓ نبی ﷺ کے بعد چھ ماہ زندہ ہیں اور آپؓ کی تدفین علیؓ نے سر انجام دی۔

اسی طرح امام بخاریؒ ان افراد کا تذکرہ کرتے ہیں جو 90ھ سے 100ھ کے درمیان وفات پا گئے۔:
"حدثنی ابراهیم بن المنذر، قال : حدثنی معن، عن ابن الانس بن مالك قال : توفى أنس بن مالك سنة ثنتين وتسعين۔"[43] حضرت انس بن مالکؓ کے بیٹے روایت کرتے ہیں کہ انس بن مالکؓ 92ھ میں وفات پا گئے۔

اسی طرح علی بن حسین اور سعید بن المسیب کے بارے میں لکھتے ہیں:" وقال ابو نعیم: مات علی بن الحسین سنة ثنتين وتسعين، ومات سعيد بن المسيب سنة ثلاث وتسعين"[44] یعنی ابو نعیم کہتے ہیں کہ علی بن حسین 92ھ میں اور سعید بن المسیب 93ھ میں فوت ہوئے۔

مندرجہ بالا مثالوں سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ امام بخاریؒ اپنی کتاب تاریخ الصغیر میں صحابہؓ اور ان کے بعد آنے والے افراد کی کنیت، نسب اور وفات کا تذکرہ سنین کے اعتبار سے کرتے ہیں یعنی پہلے صحابہؓ ہیں جو پہلے فوت ہوئے ان کا تذکرہ کرتے ہیں اور پھر اسی طرح سنین کے اعتبار سے بعد میں فوت ہونے والے رواۃ کا تذکرہ کرتے ہیں۔

حاصل کلام

خلاصہ بحث کے طور پر یہ بات سامنے آتی ہے کہ امام بخاریؒ کی تاریخ کبیر اور تاریخ صغیر جو درحقیقت تاریخ اوسط ہی ہے، رواۃ عامہ کی کتاب ہیں، اور امام بخاریؒ کی تاریخ کبیر تراجم رجال حدیث پر اپنی نوعیت کی پہلی کتاب ہے۔ امام بخاریؒ کی تاریخ کبیر و صغیر سے اشتغال بالحدیث رکھنے والا کوئی بھی عالم مستغنی نہیں ہو سکتا۔ اس کا تذکرہ گزر چکا ہے کہ تاریخ کبیر میں امام بخاریؒ رواۃ کا تذکرہ معجم کے انداز میں کرتے ہیں یعنی ا، ب، ت، اور ث کی ترتیب سے جبکہ کتاب کا آغاز اسم محمد ﷺ سے کرتے ہیں، جن کا نام محمد سے شروع ہوتا ہے۔

یہ بات بھی پیش نظر رہنی چاہیے کہ امام بخاریؒ کلمات جرح میں نرم الفاظ استعمال کرتے ہیں، جو کہ ان کے تقویٰ کے غلبے کا سبب ہے۔ کتاب تاریخ الصغیر میں بخاریؒ صحابہ، تابعین، اور تبع تابعین اور ان کے بعد کے اعلام کا تذکرہ ان کے نسب، کنیت، اور وفیات کے اعتبار سے کرتے ہیں، اور جہاں ضروری ہوتا ہے، جرح وتعدیل کے کلمات بھی استعمال کرتے ہیں۔ بخاریؒ کی یہ کتب تراجم رجال میں وقیع حیثیت کی حامل ہیں۔

حوالہ جات و حواشی

[1] دیکھئے: بخاری، محمد بن اسماعیل، تحقیق۔ زاید، محمد ابراھیم، فہرس احادیث، یوسف المرعینی، مقدمہ التاریخ الصّغیر، توزیع مکتبہ المعارف، الریاض، دارالمعرفہ، بیروت، لبنان، الطبعہ الاولیٰ: ، جلد اول، 1986ء ص۔ 5۔ 6۔

[2] بخاری، محمد بن اسماعیل، کتاب التاریخ الکبیر۔ دائرہ المعارف العثمانیۃ بحیدر آباد، الھند۔ جزاول، 1959ء۔ ص: 342-43۔

[3] اعظمی، فضل الرحمن، ھدیۃ الدراری یعنی مقدمہ صحیح بخاری، درخواستی کتب خانہ کراچی، فروری 1999ء۔ ص۔ 13۔

[4] ایضاً، ص۔ 3-49۔

[5] ایضاً، زاید۔ مقدمہ التاریخ الصّغیر۔ ص۔ 18۔ ترجمہ بخاری کے لیے مندرجہ ذیل کتب کا مطالعہ کیا جاسکتا ہے: اصلاحی۔ ضیاالدین، تذکرۃ المحدثین، نیشنل بک فاؤنڈیشن، اسلام آباد۔ طبع اول، جلد اول۔ 1989۔ ص:170۔189۔، مزید دیکھیے: النّوری، محمد یوسف، ترجمہ۔ لدھیانوی، محمد یوسف۔ علم حدیث محدثین اور کتب حدیث پر حضرت بنوری کی نادر تصنیف، اردو ترجمہ۔ عوراف المنن مقدمہ معارف السّنن۔ بیت العلم۔ کراچی۔ اپریل 2001ء، ص۔ 257-59۔، مزید دیکھیے۔ شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی، اردو و فارسی بستان المحدثین۔ ایچ۔ ایم سعید کمپنی، کراچی۔ ص۔ 267-76۔ مزید دیکھیے۔ ندوی۔ تقی الدین مظاہری۔ محدثین عظام اور ان کے علمی کارنامے، مجلس نشریات اسلام۔ کراچی۔ ص۔ 136-162۔

[6] دیکھیے۔ تقی الدین مظاہری، ندوی. فن اسماء الرّجال آئمہ حدیث کا عظیم الشان کارنامہ . قلندر اعظم گڑھ، یوپی: جامعہ اسلامیہ مظفر پور .ص۔12-15۔

[7] شبلی نعمانی، سلیمان ندوی، علامہ . سیرۃ النبی ﷺ . جلد . اول-دوئم. اردو بازار، لاہور: اسلامی کتب خانہ۔ ص۔34۔

[8] عسقلانی، ابن حجر .ھدی الساری مقدمۃ فتح الباری شرح صحیح البخاری .اااالطبعۃ الثانیۃ جلد اول. بیروت، لبنان: دارالمعرفۃ للطبعۃ والنشر .ص-493۔

[9] ایضاً، بخاری۔ التاریخ الکبیر۔ ص۔ 462۔

[10] ایضاً

[11] ایضاً، ۔ص۔462-464۔

[12] ۔ایضاً۔ھدی الساری۔

[13] دیکھیے۔مبارکپوری، عبد السّلام، تعلیق و تخریج، عبد العلیم، عبد العظیم بستوی، سیرۃ البخاری، اردو بازار، لاہور: نشریات۔ص۔199-203۔

[14] ایضاً، التاریخ الکبیر۔ص۔2۔

[15] ایضاً، التاریخ الکبیر، الجزء؛9۔ص۔93۔

[16] ایضا!۔، التاریخ الکبیر۔1/11۔

[17] تاریخ کبیر۔باب ابراھیم، 1/271۔

[18] تاریخ کبیر 1/274۔

[19] دیکھیے۔ایضا، تاریخ کبیر۔1/337۔

[20] ایضاً، تاریخ کبیر 1/223-224۔

[21] الطحان، محمود۔اصول التخریج و دراسۃ الاسانید، الطبعۃ الثالثۃ للطبعۃ الجدیدۃ۔الریاض: مکتبۃ المعارف للنشر و التوزیع۔1996ء۔ص۔155۔

[22] الکتوي الھندی، عبد الحی، الرفع والتکمیل فی الجرح والتعدیل۔تحقیق۔ابوغدّۃ۔عبد الفتّاح۔الطبعۃ الثالثۃ مزیدۃ من التحقیق والتعلیق۔بشاور: مکتبۃ الدعوۃ الاسلامیۃ۔ص۔208۔

[23] ایضاً

[24] ایضاً، 208۔

[25] ایضاً

[26] ایضاً

[27] ایضاً

[28] ایضاً

[29] دیکھیے۔اسحاق، محمد، احمد، اقبال۔جرح وتعدیل۔اکتوبر۔۔مکتبہ قاسم العلوم۔2011ء۔ص۔410۔

[30] دیکھیے۔ایضاً، ص۔411-417۔

[31] ایضاً، ص۔405۔

[32] ایضاً

[33] ایضاً، سیرۃ البخاری۔ ص۔204۔

[34] بخاری، التاریخ الصغیر، تحقیق۔ زاید، محمد ابراھیم۔ فہرس احادیثہ، یوسف المرعیسلی۔۔۔ بیروت، لبنان: دارالمعرفہ۔1406ھ۔ ص۔22۔

[35] ایضاً۔

[36] ایضاً، ص27۔

[37] ایضاً

[38] ایضاً، تاریخ الصغیر1/47

[39] ایضاً، 1/48۔

[40] ایضاً، ص۔48۔

[41] ایضاً۔1/57۔

[42] ایضاً، 1/41۔

[43] ایضاً، 1/241۔

[44] ایضاً، /242۔